مواعظ اختر نمبر ۱۱

ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

hazratmeersahib.com

مواعظِ اختر نمبر ۱۱

ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ امیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۲۸؍شوال ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۸؍جولائی ۱۹۸۴ء

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: اہل اللہ کی عظمت اور خاتمہ بالخیر

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

اولیاء اللہ کی ملاقات جنت سے افضل ہے............ ۶
مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقام............ ۶
حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت............ ۷
حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کا واقعہ............ ۱۰
علماء کی حقارت کرنے والا صوفی زندیق ہے............ ۱۱
عطائے ولایت کی ایک خاص علامت............ ۱۲
حکیم الامت کے ارشاد فرمودہ استقامت کے تین نسخے............ ۱۳
حسنِ خاتمہ کا پہلا نسخہ: محبتِ الٰہی............ ۱۵
اللہ والی محبت کی پانچ شرائط............ ۱۵
حسنِ خاتمہ کا دوسرا نسخہ: نظر کی حفاظت............ ۱۷
حسنِ خاتمہ کا تیسرا نسخہ: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ مانگنا............ ۱۹
حسنِ خاتمہ کا چوتھا نسخہ: مسواک کرنا............ ۲۰
حسنِ خاتمہ کا پانچواں نسخہ: صدقہ کرنا............ ۲۱
عافیت کے معنیٰ............ ۲۳
شیخ کو ہدیہ دینے کا ایک خاص ادب............ ۲۴
بدنظری کی نحوست آنکھوں سے ظاہر ہوجاتی ہے............ ۲۵
حسنِ خاتمہ کا چھٹا نسخہ: موجودہ ایمان پر شکر............ ۲۶
عدل اور فضل کا فرق............ ۲۷
حسنِ خاتمہ کا ساتواں نسخہ: اذان کے بعد کی دعا پڑھنا............ ۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اس سے پہلے جمعہ میں ایمان پر خاتمہ کی ایک تدبیر بیان کی گئی تھی جس کو حسنِ خاتمہ کہتے ہیں۔ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ہر نبی اور اس کی اُمت میں سب نے یہ دعا مانگی ہے۔ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی دعا قرآن شریف میں منقول ہے:

﴿تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴾

(سورۂ یوسف، آیت:۱۰۱)

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا کے کیا معنیٰ ہیں؟ اسلام پر وفات نصیب ہو۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا ہے کہ اسلام پر، ایمان پر وفات نصیب ہو۔ وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اور صالحین کے ساتھ الحاق نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:

﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾﴾

(سورۃ الفجر)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی صحبت میں حاضری کو جنت میں داخلہ سے پہلے بیان فرمایا ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میرے خاص بندوں میں داخل ہوجاؤ۔ یائے نسبتی لگادیا کہ یہ میرے بندے ہیں۔

اولیاء اللہ کی ملاقات جنت سے افضل ہے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے معلوم ہوا ہے کہ جنت میں دوستوں کی ملاقات نصیب ہوگی مجھے جنت کا شوق بڑھ گیا۔ میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے جنت کی دو نعمتیں بیان کی ہیں۔ ایک تو جنت میں داخلہ، دوسرا اولیاء اللہ کی ملاقات۔ اور اپنے دوستوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ نے مقدم فرمایا جو جنت کی نعمت سے زیادہ عزیز تر اور افضل ہے کیونکہ اس کی تقدیم اس کی فضیلت پر دلالت کررہی ہے، لہٰذا پہلے یہ فرمایا کہ میرے نیک بندوں میں داخل ہوجاؤ، جنت کو بعد میں بیان فرمایا، اسی لیے دنیا میں بھی جن لوگوں کو اللہ نے ذوق عطا فرمایا ہے ان کو اہل اللہ کی ملاقات میں، حق تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں کی ملاقات میں جنت سے زیادہ لطف آتا ہے کیونکہ جنت کا داخلہ انہیں حضرات کی برکتوں سے ملے گا، اعمال کی توفیق ان ہی کی صحبتوں سے ملے گی اور اخلاص کی نعمت بھی ان ہی کی جوتیاں اُٹھانے کی برکتوں سے ملتی ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی صحبت کو اور ان کی ملاقات کو جنت سے پہلے جو بیان فرمایا ہے تو اس میں ایک بات اور بھی ہے کہ جنت مکان ہے اور اہل اللہ اس کے مکین ہیں اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا مقام

الٰہ آباد میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کے خلیفہ ہیں مگر مولانا علی میاں ندوی، قاری طیب صاحب، میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری اور مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی جیسے بڑے بڑے علماء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

مولانا حبیب الرحمن اعظمی اتنے عظیم الشان محدث ہیں کہ مصنف عبدالرزاق پر ان کا عربی زبان میں حاشیہ ہے، تو عرب میں بھی ان کا نام ہے لیکن میں نے ان کو بھی مولانا شاہ محمد احمد صاحب کی خدمت میں دیکھا ہے جو وہاں دعا کے لیے آئے ہوئے تھے حالانکہ خود مولانا شاہ محمد احمد صاحب اتنے بڑے عالم نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی دعا لینے کے لیے بڑے بڑے علماء اور محدثین بھی جاتے ہیں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ حافی کے معنیٰ ہیں ننگے پیر چلنے والا۔ ایک دن قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی:

﴿اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۝﴾

(سورۃ النبأ، آیت:۶)

کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا۔ تو انہوں نے جوتا اُتار دیا اور کہا کہ آج سے میں اللہ کے بچھائے ہوئے فرش پر جوتا پہن کر نہیں چلوں گا۔ یہ ان کا ایک غلبۂ حال تھا، حالِ محمود کا اگر غلبہ ہو جائے تو اس کی تقلید ہمارے ذمہ نہیں ہے لیکن چونکہ ان کا حال محمود تھا لہٰذا اس غلبۂ حالِ محمود کے صلہ میں اللہ نے ان کو یہ کرامت بخشی کہ وہ جہاں بھی ننگے پیر جاتے تھے زمین پھٹ کر نجاست کو نگل لیتی تھی، جیسے کہیں گوبر وغیرہ پڑا ہے اور حضرت بشر حافی جا رہے ہیں تو زمین پھٹ جاتی اور اس نجاست کو نگل لیتی تھی، زمین کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا تھا کہ اے زمین! اس نے میری محبت اور احترام میں ننگے پیر ہونا اختیار کیا ہے لہٰذا نجاستوں کو صاف کر تو زمین پھٹ کر نجاست کو نگل لیتی تھی۔ یہ تو ان کی

کرامت تھی مگر ان کو ولایت کیسے ملی؟ یہ بھی عجیب وغریب قصہ ہے۔

یہ شرابی تھے۔ اللہ کی شان دیکھئے جس کو چاہے اپنا ولی بنالے، شرابی ہو یا کبابی۔ آہ! گلزارِ ابراہیم کا کیا شعر ہے۔ گلزارِ ابراہیم اردو کے اشعار کی کتاب ہے، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گلزارِ ابراہیم کا مطالعہ اللہ کے عشق کو بڑھاتا ہے۔ میں نے اس میں اللہ کی شان پر یہ شعر پڑھا تھا ؎

لاوے بت خانے سے وہ صدیق کو
کعبے میں پیدا کرے زندیق کو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بت خانہ سے لایا جارہا ہے اور ابوجہل کعبہ میں پیدا ہوا تھا، اس کی ماں طواف کررہی تھی، یہ دورانِ طواف پیدا ہوا تھا ؎

زادۂ آذر خلیل اللہ ہو
اور کنعاں نوح کا گمراہ ہو

زادۂ آذر یعنی ابراہیم علیہ السلام کا باپ بت بنانے والا تھا، تو بت بنانے والے کافر کے گھر اللہ پیغمبر خلیل اللہ کو پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں دوستو کہ کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ حیاتِ صدیقین جو نبوت کے بعد اولیاء کا سب سے اونچا طبقہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ مقام سیکنڈوں میں عطا فرمانے پر قادر ہیں۔ بس اللہ کا ارادہ، اللہ کا فیصلہ چاہیے، اس کا فضل چاہیے، اس کا کرم چاہیے۔ ہم اپنا استحقاق نہیں دیکھتے ہیں ان کا کرم دیکھتے ہیں کیونکہ کریم کی تعریف میں محدث عظیم مُلاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں اسمائے حسنہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کریم کہتے ہی اس کو ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ جو بلا استحقاق دے دے۔ سبحان اللہ! تو میں گلزارِ ابراہیم کے اشعار عرض کررہا ہوں ؎

اہلیہ لوطِ نبی ہو کافرہ
زوجۂ فرعون ہووے طاہرہ

حضرت لوط علیہ السلام کی اہلیہ کافرہ تھی اور فرعون کی بیوی آسیہ ولی اللہ تھیں، موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھیں اور اللہ اور رسول کی بہت بڑی عاشقہ تھیں، فرعون نے انہیں بڑی اذیتیں پہنچائیں لیکن انہوں نے سارے مصائب جھیلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ایمان سلامت رکھا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ انہوں نے جو کچھ مجاہدات کیے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ حضرت آسیہ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمائیں گے اور وہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔ اللہ کے راستہ میں کوئی کانٹا چبھ جائے، کوئی غم آجائے تو ان شاء اللہ وہ رائیگاں نہیں جائے گا۔

داغِ دل بن کر چمکے گا آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

دنیا کتنا ہی اللہ والوں کے چراغوں پر خاک ڈالے مگر ان کا چراغ بجھ نہیں سکتا۔ تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ اتنے بڑے مفسر کا قول نقل کر رہا ہوں، فرماتے ہیں

وَقَدْ وَرَدَ أَنَّ اٰسِيَةَ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ تَكُوْنُ زَوْجَةَ نَبِيِّنَا - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(روح المعانی، جلد: ۲۵، صفحہ: ۱۳۶)

یہ روح المعانی کی عبارت نقل کر رہا ہوں یعنی فرعون کی بیوی آسیہ جنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنائی جائیں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح ہوگا۔ خیر تو گلزارِ ابراہیم کے یہ اشعار پھر سے سن لیجیے۔

لاوے بت خانے سے وہ صدیق کو
کعبے میں پیدا کرے زندیق کو
زادۂ آذر خلیل اللہ ہو
اور کنعاں نوح کا گمراہ ہو
اہلیہ لوطِ نبی ہو کافرہ
زوجۂ فرعون ہووے طاہرہ
فہم سے برتر خدائی ہے تیری
عقل سے بالا خدائی ہے تیری
غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر
دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر

دیر مندر کو کہتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب دنیا میں انقلابات آتے ہیں تو بہت سے مندر مساجد بن جاتے ہیں اور بہت سی مسجدوں پر کافروں کا قبضہ ہوجاتا ہے اور وہ مندر بن جاتی ہیں۔

دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر
غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر
فہم سے برتر خدائی ہے تیری
عقل سے بالا خدائی ہے تیری

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کا واقعہ

تو میں حضرت بشر حافی کا واقعہ عرض کررہا تھا۔ اولیاء اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں کہیں جارہے تھے، راستہ میں دیکھا کہ زمین پر ایک کاغذ پڑا ہوا ہے جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا تو انہوں نے اس کاغذ کو اُٹھایا،

صاف کیا، عطر لگایا، بوسہ دیا اور ادب سے طاق میں رکھا۔ یہ نشہ میں بے ہوش ہیں لیکن اللہ سے باہوش ہیں۔ رات ہی کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں بشر! شراب کے نشہ کی بے ہوشی میں بھی تو نے میرے نام کا اتنا ادب، اتنا اکرام کیا، تو مجھ سے اس وقت بھی غافل نہ تھا، میرے نام کی عظمت کا تو نے اتنا خیال رکھا کہ اس کو زمین سے اُٹھایا، بوسہ دیا، عطر لگایا۔ آج سے تمہارا نام اولیاء اللہ کے رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ ہے اللہ کا ادب، اہل اللہ کا ادب، استاد کا ادب یہاں تک کہ اپنے بڑوں کا ادب، یہ رائیگاں نہیں جائے گا، جو بے ادب ہوتا ہے وہ اللہ کے فیض سے محروم رہتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے خدا جوئیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

اے خدا! ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ خیر تو یہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے ولی ہو گئے۔

علماء کی حقارت کرنے والا صوفی زندیق ہے

اس وقت کے صوفیاء ایسے نہیں تھے جو علماء کے اکرام اور علماء کی محبت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے تھے۔ کوئی کتنا ہی بڑا ولی اللہ ہو جائے، کوئی غیر عالم کتنا ہی بڑا صوفی ہو جائے لیکن اس کو علماء کی صحبت میں جانا اور ان سے رابطہ قائم رکھنا شرعاً ضروری ہے تاکہ اس کی زندگی مسائلِ شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔ صوفی چاہے ہوا پر اُڑتا ہو، اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہو لیکن اگر وہ علماء سے دور دور رہتا ہے اور علماء کی حقارت بیان کرتا ہے کہ ارے مولویوں کے پاس کیا ہے، کچھ نہیں ہے، بس یہ سب ایسے ہی ہیں تو ایسا شخص خطرناک

ہے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ایسے صوفی کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ زندیق ہے زندیق۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَنْ یَّتَصَوَّفُ وَلَمْ یَتَفَقَّهْ تَزَنْدَقَ جو صوفی ہو جائے اور فقہ حاصل نہ کرے، فقہاء سے دور رہے اور ان سے تعلق نہ کرے تو اس کی زندگی غلط راستہ پر پڑ جائے گی اور وہ گمراہ ہو جائے گا۔

عطائے ولایت کی ایک خاص علامت

تو بشر حافی امام ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور امام احمد ابن حنبل بھی ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے، وہ بھی اللہ والوں کی دعاؤں سے بے نیاز نہیں تھے۔ ایک دن شاگردوں نے عرض کیا کہ آپ تو بہت بڑے محدث ہیں اور بشر حافی عالم نہیں ہیں پھر آپ ان کے آنے پر کھڑے کیوں ہوتے ہیں؟ یہ بات حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں بیان فرمائی ہے۔ تو امام احمد ابن حنبل نے جواب دیا کہ میں عالم بالکتاب ہوں، میں کتاب اللہ کو جانتا ہوں اور یہ اللہ کو جانتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا امام صاحب اللہ کو نہیں جانتے تھے؟ یہ بھی اللہ کو جانتے تھے، یہ بھی عارف باللہ تھے لیکن عارف باللہ ہمیشہ اپنے کو گھٹا کے رکھتے ہیں، یہ ان کی ولایت کی خاص علامت ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنے اللہ والے ہیں سب اپنے کو مٹا کر رکھتے ہیں، اپنے کو حقیر سمجھتے ہیں اور دوسرے مسلمان بھائی کو بڑھاتے ہیں لہٰذا یہ امام صاحب کی تواضع تھی کہ ان کو فرمایا کہ یہ عارف باللہ ہیں، اللہ کو جانتے ہیں، میں اس لیے کھڑا ہو جاتا ہوں کہ یہ شخص اللہ والا ہے۔

حکیم الامت کے ارشاد فرمودہ استقامت کے تین نسخے

تو میں حسنِ خاتمہ کے سلسلہ میں عرض کررہا تھا کہ پچھلے جمعہ کو میں نے مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان سے ایک حدیث پیش کی تھی۔ آپ نے بزرگوں سے سنا ہوگا کہ اہل اللہ کی صحبت سے یقین اور ایمانِ کامل نصیب ہوتا ہے یہاں تک کہ حضرت تھانوی کا ایک وعظ ہے محاسنِ اسلام جو تقریباً تین گھنٹہ پینتالیس منٹ کا ہوا تھا، اس وقت جگہ جگہ ہندو مسلم فسادات ہورہے تھے، حضرت کو بڑا جوش تھا لہٰذا تین گھنٹہ پینتالیس منٹ تک کھڑے ہوکر بیان کیا، حضرت کی کیا شان تھی! اس وعظ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ایمان پر مرنا چاہتے ہو، شدھی ہونے سے یعنی ہندو ہونے سے بچنا چاہتے ہو تو ایمان پر خاتمہ کے تین نسخے بتاتا ہوں:

(۱)......موجودہ ایمان پر اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر پر اللہ کا وعدہ ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾

(سورۂ ابراھیم، آیت:۷)

ہم نعمت کو زیادہ کریں گے تو موجودہ ایمان پر جب شکر ہوگا تو ایمان زیادہ ہوگا نہ کہ چھین لیا جائے گا، بجائے چھننے کے اور ترقی ہوگی۔

(۲)......قرآن کی دعا ہے اس کو پڑھتے رہو:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

(سورۂ اٰلِ عمران، آیت:۸)

اس دعا کی برکت سے ان شاء اللہ حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا کیونکہ اس کا ترجمہ یہی ہے کہ اے میرے ربّ! میرے دل کو ٹیڑھا نہ کیجیے، بعد اس کے کہ آپ نے ایمان سے نوازا اور مجھے رحمت دیجیے یعنی استقامت دیجیے۔ یہاں رحمت سے

مراد استقامت ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الرَّحْمَۃِ التَّوْفِیْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَی الْحَقِّ یہاں رحمت سے مراد حق پر قائم رہنے کی توفیق ہے۔ تو ان شاء اللہ اس دعا کی برکت سے ایمان پر خاتمہ ہوگا لہٰذا ہر فرض نماز کے بعد اس کو پڑھ لیا کرو۔

(۳) اور تیسری چیز فرمائی کہ اہل اللہ کے پاس آنا جانا رکھو، جو اہل اللہ کے پاس آتے جاتے ہیں ان شاء اللہ ان کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، چاہے کوئی فرقہ ہو، کوئی طبقہ ہو چنانچہ حضرت نے ایک واقعہ میں بیان فرمایا کہ کانپور میں لوگوں کو ہندو بنانے والی آریوں کی ایک جماعت ایک مسلمان کے پاس پہنچ گئی۔ آریوں کی جماعت نے اپنے دلائل پیش کیے کہ ہندو مذہب اچھا ہے، تم اس کو اختیار کرلو اور اسلام چھوڑ دو۔ اس شخص کا مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق اور ان کے پاس آنا جانا تھا، بظاہر اس کی ڈاڑھی بھی نہیں تھی، آزاد قسم کا آدمی تھا لیکن اللہ والوں کی صحبت کا اثر دیکھئے کہ کیا جواب دیتا ہے، اس نے جوتا نکالا اور انہیں دوڑایا اور کہا کہ ابھی تمہاری کھوپڑیوں پر جوتے مارتا ہوں، تم کو معلوم نہیں کہ میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوں۔ حضرت حکیم الامت اس واقعہ کو بیان کرکے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے تعلق سے ایمان اور یقین قلب میں اُتر جاتا ہے، چاہے اعمال کی اصلاح بعد میں ہو مگر ان کے قلب میں ایسا ایمان اور یقین اُتر جاتا ہے کہ کھرچنے سے بھی نہیں کھرچتا لہٰذا فرمایا کہ آریوں نے دہلی میں اپنے مرکز کو رپورٹ دی کہ ہمارا ہندو بنانے کا مشن ہر جگہ کامیاب ہوجاتا ہے لیکن جہاں کوئی شخص کسی اللہ والے سے بیعت ہوتا ہے، وہاں پتا نہیں کیا نشہ ہوتا ہے، وہاں ہماری دال نہیں گلتی، وہ لوگ ہمیں جوتے لے کر دوڑاتے ہیں۔

ایمان پر خاتمہ کے سات نسخے

حسنِ خاتمہ کا پہلا نسخہ: محبتِ للّٰہی

تو دوستو! میں یہ عرض کررہا تھا کہ حسنِ خاتمہ یعنی ایمان پر موت کا پہلا نسخہ پچھلے جمعہ کو بیان کیا تھا جو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان کی حدیث کا جزء ہے اور وہ تھا:

((وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ))

(صحیحُ البخاری، کتابُ الایمان، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، ج:۱، ص:۸)

جو کسی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے وہ حلاوتِ ایمانی پا جاتا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ایک روایت پیش کرتے ہیں

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا فَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ لَہٗ

(مرقاۃ المفاتیح، کتابُ الایمان، ج۱، ص ۷۴)

جس کو اللہ تعالیٰ ایک دفعہ حلاوتِ ایمانی بخشیں گے پھر اس کو واپس نہیں لیں گے لہٰذا اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔ اور اللہ کے لیے محبت کہاں زیادہ ہوتی ہے، مارکیٹوں میں؟ تجارت گاہوں میں؟ دفتروں میں؟ یا جہاں دینی اجتماعات ہیں، جہاں دین کے خادم ہیں جن کو آپ اللہ والا کہتے ہیں یا اللہ والوں کا خادم کہتے ہیں اُن لوگوں سے اللہ کے لیے زیادہ محبت ہوتی ہے، اللہ والی محبت کا فردِ کامل آپ کو یہیں ملے گا باقی سب جگہ کہیں خون کا رشتہ ہوگا، کہیں بزنس، کہیں تجارت وغیرہ کوئی نہ کوئی غرض ہوگی۔

اللہ والی محبت کی پانچ شرائط

اسی لیے ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی محبت کے لیے پانچ شرطیں ہیں:

لَا یُحِبُّهٗ لِغَرَضٍ وَعَرَضٍ وَعِوَضٍ وَلَا یَشُوْبُ مَحَبَّتَهٗ

حَظٌّ دُنْیَوِیٌّ وَلَا أَمْرٌ بَشَرِیٌّ

(مرقاۃ المفاتیح، کتابُ الایمان، ج ۱، ص ۱۸۷)

(۱)......نہ کوئی غرض ہو، نہ عوض ہو، نہ عرض ہو۔(۲)......دنیاوی حدود اور امر تقاضائے بشریت سے محبت نہ ہو جیسے باپ بیٹے سے محبت کرتا ہے، یہ تقاضائے بشریت ہے، بیٹا اپنے باپ سے محبت کرتا ہے یہ تقاضائے بشریت ہے۔مگر اللہ والوں سے جو لوگ محبت کرتے ہیں وہ خالصتاً اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ جیسا مولانا مظہر سلمہٗ نے جو روایت نقل کی کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں کہیں مختلف خاندانوں اور مختلف شہروں سے لوگ اللہ کے لیے جمع ہو جائیں، قیامت کے دن ان کے چہرے پر ایک خاص نور ہوگا اور وہ نور کے منبر پر بیٹھیں گے اور انبیاء اور اولیاء ان پر رشک کریں گے، اس حیثیت سے نہیں کہ ان کا درجہ بڑھ جائے گا بلکہ ان کی بے فکری کی حیثیت سے کیونکہ انبیاء کو تو اپنی اُمت کا غم ہوگا۔ اس لیے اس اِشکال کو بھی حل کر دینا چاہیے تا کہ لوگ صحیح بات سمجھ لیں۔ آپ بتائیے کہ مثال کے طور پر ایک دینی جماعت آئی ہے اور آپ لوگ مختلف خاندانوں اور مختلف شہروں سے سے تعلق رکھتے ہیں، ایسے دینی اجتماع جہاں جہاں بھی ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو قبول فرمالے تو ان شاء اللہ یہ بشارت ہم سب کو نصیب ہو جائے گی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس بشارت کے صدقہ میں ہم سب کے لیے چہرہ پر نور اور نور کے منبر کا فیصلہ فرمادیں۔

تو آپ کو حسنِ خاتمہ کا ایک نسخہ مل گیا کہ جس اللہ والے سے مناسبت ہو وہاں آنا جانا رکھیے، اس سے محبت رکھیے، یہ نسخہ نمبر ایک ہوگیا، اس کو نوٹ

کر لیجیے۔ آپ کو یہ نسخے اکھٹے کہیں نہیں ملیں گے، بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ اور بزرگوں کی دعاؤں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضلِ خاص ہوا کہ میں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر یہ سات نسخے نکالے ہیں۔ پہلا نسخہ کتاب الایمان مشکوٰۃ سے ہے اور میں نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بھی نقل کردی کہ اتنے بڑے محدث عظیم خود لکھتے ہیں کہ جس کو اللہ والوں سے اللہ کے لیے محبت رکھنے کی برکت سے حلاوتِ ایمانی مل گئی تو ان شاء اللہ اس کا حسنِ خاتمہ ہوگا۔

پہلے نسخہ کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابھی وقت کم ہے اور آج کل میری طبیعت بھی صحیح نہیں ہے ورنہ میرا معمول ہے کہ حدیث کے راوی کے حالات بھی تھوڑے سے پیش کردیتا ہوں پھر بھی مختصراً حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حالات پیش کرتا ہوں۔ تو پہلی حدیث جو سنائی تھی کہ جو اللہ کے لیے محبت کرے اس کو حسنِ خاتمہ ملے گا اس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت انس دس برس کے تھے کہ ان کی والدہ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں پھر یہ دس برس کی عمر سے ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور یہ اٰخِرُ مَنۡ مَّاتَ مِنَ الصَّحَابَۃِ فِی الۡبَصۡرَۃِ ہیں، یعنی بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ان کے انتقال کے بعد بصرہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔

حسنِ خاتمہ کا دوسرا نسخہ۔۔۔نظر کی حفاظت

اب دوسرا نسخہ سن لیجیے، دوسرا نسخہ کنز العُمّال میں ہے، اس کے راوی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ حسنِ خاتمہ کا یہ دوسرا نسخہ بھی خوب ذہن نشین کر لیجیے کیونکہ اگر ایمان پر موت نہ ہوئی تو ساری عبادت، تہجد، ذکر، اشراق سب بیکار جائیں گے۔ اس لیے ایمان پر مرنے کا نسخہ ذرا غور سے سن لیجیے۔ پھر کہتا ہوں کہ انہیں اکھٹا کہیں نہیں پاؤ گے، میں نے ابھی تک نہیں دیکھا کہ کہیں اکھٹا مل جائے، لہٰذا میں دُور دُور سے ڈھونڈ کے لایا ہوں۔ تو دوسرا نسخہ میں

نے کنز العمال سے تلاش کیا جو سولہ جلدوں میں حدیث کی کتاب ہے، مولانا علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اس کے مصنف ہیں جو بہت بڑے عظیم محدث ہیں، اس کی جلد نمبر پانچ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام لانے والے چھٹے صحابی ہیں۔ علامہ شیخ ولی الدین اسماء الرجال میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کُنْتُ سَادِسَ الْاِسْلَامِ میں چھٹا مسلمان ہوں، کَانَ یُشْبِہُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان کی شکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کَانَ اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ بَعْدَ خُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ، خلفاء راشدین کے بعد سب سے بڑے صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود ہیں۔ یہ ان کا تھوڑا سا حال بیان کردیا۔

تو حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور کیسا ارشاد ہے؟ حدیثِ قدسی ہے۔ حدیث کی دو قسمیں ہیں ایک حدیث قدسی، ایک غیر قدسی۔ تو حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے خوف سے نظر بچائی۔ دیکھو! اللہ کے خوف سے نظر بچانا ہے، ابّا کے ڈر سے یا مقتدی امام صاحب کے احترام سے نظر نہیں بچانا ہے، کوئی اور وجہ نہ ہو صرف اللہ کا خوف ہو، اللہ کے خوف سے اس نے بدنظری کے گناہ کو چھوڑ دیا کہ اس حسین کو اللہ کے خوف سے نہیں دیکھوں گا تو اس کو کیا انعام ملے گا؟

مَنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَّجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ

(کنزُ العُمّال، ج۸، ص۳۲۸)

اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کو ایسا ایمان عطا کروں گا یَجِدُ بِہٖ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِہٖ کہ وہ اپنے قلب میں ایمان کی حلاوت پاجائے گا۔ جب ایمان کی حلاوت پا جائے گا تو ان شاء اللہ حسنِ خاتمہ ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ نظر بچانے پر ایمان کی حلاوت عطا فرمائیں گے تو پھر حلاوتِ ایمانی ایک دفعہ دل میں داخل ہونے کے بعد واپس نہیں لی جائے گی۔ بس اس میں

حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔تو دو نسخے ہو گئے۔حسنِ خاتمہ کا پہلا نسخہ تو اللہ والوں کے پاس ملے گا اور دوسرا یعنی نظر کی حفاظت کا نسخہ اسٹیشن پر، مارکیٹوں میں، بازاروں میں، ایئر ہوسٹسوں کے سامنے اور ہوائی جہازوں میں ملے گا۔

حسنِ خاتمہ کا تیسرا نسخہ۔۔رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ مانگنا

اب تیسرا نسخہ سن لیجیے۔تیسرا نسخہ ہے قرآن پاک کی یہ دعا:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

(سورۂ اٰلِ عمران، آیت:۸)

یہ دعا ہر نماز کے بعد پڑھ لیجیے، اس دعا میں رحمت سے مراد حسنِ خاتمہ ہی ہے۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اَلْمُرَادُ بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ التَّوْفِیْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَی الْحَقِّ اس رحمت سے مراد حق پر قائم رہنا ہے۔جب ہم حق پر قائم رہیں گے تو اسی پر موت نصیب ہوگی ان شاء اللہ۔اور وَهَبْ لَنَا یعنی ہبہ کیوں نازل فرمایا؟ بخشش کیوں نہیں نازل فرمایا؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ستّر، اسّی سال تک تم جو روزہ، نماز کرتے رہے ہو وہ محدود عمل ہے تو قاعدہ کی رو سے محدود عمل پر تم کو محدود جنت ملنی چاہیے تھی، یعنی ستّر اسّی برس تک جنت میں رکھ کر پھر تم کو نکال دیا جاتا لیکن تم کو جو بلا معاوضہ غیر محدود جنت ملے گی تو وہ یقیناً ہماری طرف سے ہبہ ہے، لہٰذا جب جنت بلا معاوضہ مل رہی ہے تو ہبہ سے مانگو کیونکہ ہبہ میں معاوضہ نہیں ہوتا۔جیسے کوئی آپ کو مکان ہبہ کردے، ہبہ کے معنی ہیں بلا معاوضہ، ہدیہ، تحفہ۔تو اللہ نے بتلا دیا کہ تمہارا کوئی عمل اس قابل نہیں کہ اتنی بڑی نعمت مل جائے، ایمان پر خاتمہ یعنی ایمان پر مرنے کی نعمت بھی ہماری بخشش سے ہوگی۔اس لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَهَبْ

لَنَا فِي اخْتِيَارِ صِيْغَةِ الْهِبَةِ کے اندر کیا مقصد ہے؟ اِنَّ ذَالِكَ التَّوْفِيْقَ لِلثَّبَاتِ عَلَى الْحَقِّ تَفَضُّلٌ مَحْضٌ بِدُوْنِ شَائِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ تَعَالٰى شَانُهٗ، یہ روح المعانی کی عبارت پیش کررہا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ نے لفظ ہبہ نازل فرما کر بتادیا کہ جس کو ایمان پر خاتمہ ملے گا تو یہ محض اللہ کا فضل ہوگا، تمہارا کوئی عمل اس کا معاوضہ نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ کے اس فضل میں وجوب کا شائبہ بھی مت رکھنا، کیونکہ تم پر فضل فرمانا اللہ پر واجب نہیں ہے۔ اور اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ معرضِ تعلیل میں ہے، یعنی ہبہ اس لیے مانگتے ہیں کہ آپ بہت بڑے دینے والے ہیں۔ اِنَّكَ جملہ اسمیہ تو ہے مگر معرض تعلیل میں ہے، لِاَنَّكَ کے معنی میں ہے، ورنہ آدمی کو شبہ ہوتا کہ بہت سے مانگنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کہاں تک دیں گے۔ فرمایا کہ سب مانگو ہم بہت بڑے دینے والے ہیں۔ تو حسنِ خاتمہ کے تین نسخے ہوگئے۔

حسنِ خاتمہ کا چوتھا نسخہ۔۔۔ مسواک کرنا

چوتھا نسخہ مسواک کرنا ہے۔ اب مسواک کے بارے میں بھی دلیل چاہیے تو علامہ شامی نے اپنے فتاویٰ کی جلد اوّل، کتاب الصلوٰۃ، صفحہ ۸۵ مطبوعہ کوئٹہ پر یہ روایت نقل کی ہے:

((صَلَاةٌ بِسِوَاكٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ صَلَاةٍ بِغَيْرِ سِوَاكٍ))

(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، ج:۱، ص:۸۵)

مسواک کر کے جو نماز پڑھی جائے اس کا ثواب بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے آپ حضرات اس میں غفلت نہ کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ علامہ شامی مسواک کے فضائل کے آخر میں لکھتے ہیں فَاِنَّ سُنَّةَ السِّوَاكِ سَهَّلَ خُرُوْجَ الرُّوْحِ مسواک کی اس سنت میں اللہ نے

خاصیت رکھی ہے کہ روح آسانی سے نکلے گی، سنت کی برکت سے روح نکلنے میں تسہیل ہوجائے گی، وَتُذَكِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اور زندگی میں مسواک کرنے والے کو موت کے وقت کلمہ شہادت یاد کرادیا جائے گا۔ سبحان اللہ! کہاں کہاں ڈھونڈنے سے یہ قیمتی نسخے ملے ہیں، یہ کسی ایک جگہ سے نہیں ملے، شامی دیکھتے ہوئے جہاں جہاں سے جو چیز ملی ہم اس کو جمع کرتے رہے، قطرہ قطرہ جمع کرتے رہے، یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے، اگر وہ ہم پر فضل نہ کرتے تو اتنی بڑی بڑی کتابوں میں سے کوئی چیز ڈھونڈنا مشکل ہوجائے جیسے سمندر میں اُترنے کے بعد موتی تک اللہ تعالیٰ پہنچادیں تو ان کا کرم ہے ورنہ اتنے بڑے سمندر میں چھوٹا سا موتی ڈھونڈنا مشکل ہوجائے۔

حسنِ خاتمہ کا پانچواں نسخہ۔۔۔صدقہ کرنا

تو چار نسخے ہوگئے۔ پانچواں نسخہ ہے صدقہ کرنا، اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا، غریب مسکین، عزیز واقارب، طلبۂ کرام، مدارس، علماء کرام، مساجد، جہاں بھی کوئی موقع ہو چوکو نہیں، خرچ کردو۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ایک لاکھ ہی دو، ایک پیسہ دے دو، اللہ تعالیٰ قبول کرلے، یہ بھی بہت ہے مگر کسی پیشہ ور کو نہ دو جو چوراہے پر بیٹھتے ہیں، جہاں سگنل سرخ ہوا اور کار رُکی تو یہ پہنچ گئے، یہ سب بینک اکاؤنٹ رکھتے ہیں، یہ میری تحقیق ہے کیونکہ میرے پاس ایک مریض آیا تھا جو بالکل معذور تھا، پاپوش نگر میں ایک قبر پر بیٹھا رہتا تھا، میں اُس زمانہ میں ناظم آباد میں رہتا تھا۔ تو ایک دن وہ معذور آیا کہ معجون مقوی دے دیجیے، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا کہ میری شادی ہورہی ہے، میں نے کہا کہ بہت پیسے لگیں گے، کہا کہ پیسوں کا غم نہیں جتنا چاہے روپیہ لگے میں بینک سے لے آؤں گا تب مجھے یقین آیا۔ اسی لیے ہمارے اکابر کہتے ہیں کہ پیشہ وروں کو دینا جائز نہیں جو بے حیا بن جائے، بھیک مانگنا جس کا پیشہ بن جائے، رات دن

لنگڑے لولے کو کندھے پر بٹھا کر پھر رہے ہیں، مستقل کمائی کر رہے ہیں اور اجمیر کے اندر ایک اور کام کرتے ہیں، اس قسم کے لوگ چھوٹے بچہ کو اغوا کر کے اس کے سر پر لوہے کی ٹوپی پہنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا جسم تو بڑھتا جاتا ہے مگر سر چھوٹا رہ جاتا ہے، جسم بڑا ہو جاتا ہے اور سر چھوٹا رہ جاتا ہے، پھر ان کا نام رکھا کہ یہ شاہ ولی اللہ کے خاص چیلے ہیں اور بڑے مقرب لوگ ہیں اور ان کو کندھوں پر بٹھا لیتے ہیں، بھیک مانگنے کے لیے اتنا عظیم ظلم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سخت دلوں کو ہدایت دے اور ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ تو صدقہ کے بارے میں مشکوٰۃ کی روایت ہے اس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ))

(مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

صدقہ اللہ کا غصہ ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ اس میں حسنِ خاتمہ کا لفظ تو نہیں آیا، صدقہ بُری موت سے بچاتا ہے اور اللہ کے غصہ سے بچاتا ہے، اس میں حسنِ خاتمہ کا لفظ نہیں آیا، مگر سمجھنے والے سمجھ رہے ہیں کہ جب بُری موت نہیں ہوگی تو اچھی موت ہی ہوگی لیکن پھر بھی آپ کو شبہ ہو تو میں محدثین کا قول نقل کرتا ہوں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مشکوٰۃ کی شرح میں فرمایا ہے تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ اَیْ تَدْفَعُ سُوْءَ الْخَاتِمَةِ یعنی صدقہ سوء خاتمہ کو دفع کرتا ہے یعنی بُرا خاتمہ نہیں ہوتا۔ کیوں صاحب! جب بُرا خاتمہ نہیں ہوگا تو اچھا ہی ہوگا۔ اب آیا یقین؟ اب مُلّا علی قاری کی شرح بھی سن لیجیے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں اس حدیث کے دو فائدے بیان کیے ہیں۔ نمبر ایک إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ کی شرح میں فرماتے ہیں إِنَّ الصَّدَقَةَ تَمْنَعُ الْبَلَآءَ فِي الْحَالِ یعنی فی الحال جتنی بلائیں ہیں ان کو دور کر دے گا۔ وَتَدْفَعُ سُوْءَ الْخَاتِمَةِ فِي الْمَآلِ اور فی المآل یعنی آخر وقت میں سوء خاتمہ کو دفع کرے گا۔

تو ملا علی قاری نے دو انعام بیان کردیئے، ایک انعام حالی اور ایک انعام مآلی یعنی جتنی بلائیں فی الحال ہیں وہ بھی دور ہوجائیں گی اور فی المآل یعنی آخر میں بری موت سے بھی بچائے گا۔ اس لیے صدقہ دیتے وقت جسمانی اور روحانی دونوں امراض سے بچنے کی نیت کرلے، روحانی امراض مثلاً کسی کو بدنگاہی کی عادت ہے تو اس سے بچنے کی نیت کرلے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ وہ ان بلاؤں سے نجات پا جائے گا۔ بہر حال جسمانی اور روحانی عافیت کا حاصل یہی ہے کہ صدقہ دیا جائے۔

عافیت کے معنیٰ

عافیت نام ہے کہ کوئی مصیبت جسمانی نہ ہو اور کوئی روحانی گناہ کی عادت میں مبتلا نہ ہو، معصیت سے حفاظت ہو، مصیبت سے حفاظت ہو لہٰذا جب دعا مانگیے تو اللہ سے اس طرح سے دعا کیجیے کہ اے خدا! ہم کو ہر مصیبت سے بچائیے اور ہر معصیت سے بچائیے۔ آپ بتائیے! جو گناہ میں مبتلا ہے کیا وہ عافیت سے ہے؟ ایک آدمی مرغ کھاتا ہے، ایئر کنڈیشن میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نافرمانی میں مبتلا ہے، اس کے منہ میں مرغ کا لقمہ ہے لیکن دل پر اللہ کا غضب اور قہر نازل ہے جیسے ایک آدمی کو پھانسی کی سزا ہوگئی اور حکومت کہہ رہی ہے کہ اس کو گلاب جامن اور لڈو کھلاؤ اور کلفٹن کی سیر کراؤ اور پھر پھانسی دے دو، اب وہ پھانسی کا ملزم سرکاری گاڑی پر کلفٹن کی ہوا کھا رہا ہے اور گلاب جامن اور آئسکریم کھا رہا ہے۔ آپ بتلائیے اس کو کیا کہیں گے؟ کیا یہ عافیت میں ہے؟ لہٰذا جو نافرمانی اور گناہ میں مبتلا ہے، چاہے اس کو بادشاہت بھی نصیب ہو وہ ہرگز عافیت میں نہیں ہے لہٰذا سب سے بڑی عافیت

یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ سے بچائیں، جو کسی گناہ کی عادت سے نجات پا جائے سمجھو اسی دن اس کو سلطنت مل گئی۔ مصیبت پر تو ثواب بھی مل جاتا ہے لیکن معصیت پر کیا ملتا ہے؟ معصیت پر اجر تھوڑی ملے گا، سوائے پٹائی کے اور کچھ نہیں ملے گا۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بڑی رقم ہو تو وہ صدقہ ہوتا ہے۔ نہیں، چھوٹی رقم ہو چاہے ایک روپیہ ہی ہو، اپنے کسی دوست کو ایک مسواک دے دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ اسی طرح بعض لوگ صرف صدقہ فطر، زکوٰۃ، نذر اور کفارہ کو ہی صدقہ سمجھتے ہیں۔ یہ جو ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت سے پیش آتے ہیں اور ہدیہ دیتے ہیں یہ بھی اللہ کے راستہ میں نفلی صدقات میں شمار ہوتے ہیں۔

شیخ کو ہدیہ دینے کا ایک خاص ادب

مگر اپنے ماں باپ اور شیخ کو دیتے وقت صدقہ یا کسی ثواب کی نیت نہ کرے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثواب تو یقیناً ملے گا لیکن ثواب کی نیت نہ کرو، جیسے کوئی اپنے ابّا کا جوڑا بنوائے، کرتا پاجامہ پیش کرے اور ابا پوچھیں کہ تم نے یہ کس لیے بنوایا ہے؟ اور بیٹا کہے کہ یہ صدقہ خیرات کا ہے تو باپ کہے گا کہ مجھے خیرات دیتا ہے ظالم! میں نے تجھے بچپن سے اسی لیے پالا پوسا ہے۔ اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اپنے ماں باپ کو اور اپنے شیخ کو کوئی چیز دو تو اس میں یہی نیت کرو کہ ان کا دل خوش ہو جائے۔

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ کی جلد ۴ صفحہ نمبر ۱۴۴ پر لکھا ہے کہ:

((اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ))

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۴، ص:۴۴)

کسی مؤمن کا دل خوش کر دینا جن اور اِنس کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ تو جب عام مؤمن کا دل خوش کرنا اتنی بڑی فضیلت رکھتا ہے تو شیخ اور ماں باپ اور استاد کا دل خوش کرنا کتنی بڑی نیکی ہوگی۔

توحسنِ خاتمہ کا پہلا نسخہ تھا اللہ والوں سے محبت کرنا اور ان کے پاس آنا جانا، اگر اہل اللہ نہ ملیں تو ان کے غلاموں کی صحبت کو غنیمت سمجھو، یہ اللہ والوں کی صحبتوں میں رہے ہوئے ہیں، جیسے گیہوں نہ ملے تو بھوسی کو غنیمت سمجھتے ہو یا نہیں؟ اور پانی نہ ملے تو مٹی پر تیمم کر کے نماز پڑھتے ہو یا نہیں؟ لہٰذا اہل اللہ اور ان کے خادموں کے پاس آنا جانا رکھو اور ان سے محض اللہ کے لیے محبت رکھو، ویسے تو جس مسلمان سے بھی محبت کرو اللہ ہی کے لیے محبت کرو لیکن چونکہ یہ اہل اللہ فردِ کامل ہیں اور ان کے قلب کا یقین آپ کے قلب میں اُترے گا، اس لیے اس پر زیادہ زور دیتا ہوں۔

دوسرا نسخہ نگاہ کی حفاظت کا ہے۔ اپنی نگاہوں کی حفاظت کرو، کسی حسین کو دیکھنے سے کچھ نہیں ملتا، صرف دل بے چین ہو جاتا ہے۔ سعدی شیرازی گلستاں میں بابِ عشقِ جوانی میں فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل سینے سے غائب نہ ہو تو نظر کی حفاظت کرو کیونکہ اگر دل سینے سے غائب ہو گیا تو سمجھو کہ آپ کی حیات کی لذت نکل گئی۔ شاعر کہتا ہے ؎

غم گیا رونقِ حیات گئی
دل گیا ساری کائنات گئی

بدنظری کی نحوست آنکھوں سے ظاہر ہو جاتی ہے

چنانچہ جو بدنگاہی کر رہا ہو، آپ اس کے چہرے پر دیکھ لیں، پھٹکار برستی ہوئی نظر آئے گی، رونق نہیں ہوگی۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں ایک شخص بدنگاہی کرکے آیا تو آپ نے فرمایا مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَرَشَّحُ مِنْ اَعْيُنِهِمُ الزِّنَا ایسے لوگوں کا کیا حال ہے جن کی آنکھوں سے زِنا ٹپک رہا ہے۔ گناہ کی ظلمت آنکھوں سے پتا چل جاتی ہے اور تقویٰ کی برکت سے آنکھوں میں چمک اور نورانیت رہتی ہے۔

تو حسنِ خاتمہ کا دوسرا نسخہ ہے نگاہ کی حفاظت، اس پر بھی ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا۔ اور حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر تین ہے مسواک کرنا۔ مسواک کرنے کی سنت کی برکت سے بھی موت کے وقت کلمہ یاد آئے گا اور روح آسانی سے نکلے گی۔ اور چوتھا نسخہ قرآن پاک کی یہ دعا ہے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اس دعا کو بار بار ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں۔ اور حسنِ خاتمہ کا پانچواں نسخہ ہے اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنا۔

حسنِ خاتمہ کا چھٹا نسخہ۔۔۔موجودہ ایمان پر شکر

چھٹا نسخہ ہے موجودہ ایمان پر شکر ادا کرنا، نعمت کا شکر ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم شکر ادا کرتے رہو گے تو ہم اور زیادہ نعمتیں دیں گے۔ تو جب ہم ایمان پر شکر ادا کریں گے کہ یا اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے ہمیں ایمان عطا کیا، جنت کا ٹکٹ مفت دے دیا اور مسلمان گھر میں پیدا کیا۔ اب کوئی کہے کہ اگر ہندو کے یہاں کوئی پیدا ہو گیا یا عیسائی کے یہاں پیدا ہو گیا، تو جو عیسائی یا ہندو کے یہاں پیدا ہوا ہے وہ جہنم میں کیوں جائے گا؟ اللہ تعالیٰ کو اگر جنت میں بھیجنا ہوتا تو مسلمان گھرانہ میں کیوں نہیں پیدا کرتا۔

عدل اور فضل کا فرق

ایک صاحب جو علی گڑھ کالج کے گریجویٹ تھے انہوں نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا۔ میں نے کہا کہ دیکھو اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایک عدل کا ہے، ایک فضل کا ہے۔ جیسے آپ نے دو مزدوروں سے یہ طے کیا کہ تم میرے یہاں آٹھ گھنٹے مزدوری کرو گے اور تم کو تیس روپیہ مزدوری ملے گی۔ دونوں نے آٹھ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کی۔ آپ نے ایک کو تیس روپے دے دیئے اور دوسرے کو عدل کے اعتبار سے تیس روپے بھی دیئے اور اس کے بعد جدہ سے لائی ہوئی ایک گھڑی بھی بطور فضل کے دے دی۔ اب دوسرا مزدور یہ نہیں کہہ سکتا کہ صاحب! آپ نے اسے گھڑی کیوں دی، آپ اس سے یہ کہیے کہ ہم نے وعدہ کیا تھا تیس روپے دینے کا تو تیس روپیہ جو دونوں کو دیا یہ میرا عدل ہے اور جس کو میں نے گھڑی بھی دی تو یہ میرا فضل ہے اور فضل پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے جتنے لوگوں کو دنیا میں پیدا کیا چاہے وہ عیسائی ہوں، یہودی ہوں سب کو پندرہ سال کی عمر میں پہنچنے تک کامل عقل دیتے ہیں جس سے وہ آسمان اور زمین کو دیکھ کر خدا کی پہچان کرسکتا ہے۔ پھر پندرہ سال تک یعنی بالغ ہونے کے بعد جب وہ ایمان نہیں لاتا تب جہنم میں بھیجتے ہیں۔ چنانچہ کافر کی وہ اولاد جو پندرہ سال سے پہلے مرجائے وہ جنت میں جائے گی۔ تحقیق دیکھ لو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقاۃ میں اور علامہ آلوسی نے روح المعانی میں یہی لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو انصاف نہ کرنا ہوتا تو کافروں کے بچوں کو بھی جہنم میں بھیجتے لیکن جب تک وہ پندرہ سال کے نہیں ہوجاتے، ان کی عقل بالغ نہیں ہوجاتی کہ وہ آسمان وزمین کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرلیں، اس

وقت سے پہلے اگر وہ مر گئے تو اللہ تعالیٰ کا عدل ان کو جنت میں لے جائے گا لیکن جب صلاحیت پیدا کر دی اور پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تب ان کے لیے جہنم کا فیصلہ ہوگا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مسلمان گھرانہ میں پیدا کر کے جنت کا راستہ مزید آسان کر دیا تو یہ ان کا فضل ہے، تو ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرف ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اللہ کو پہچاننے کے لیے عقل بھی دی اور ساتھ ساتھ ہم پر فضل بھی فرمایا کہ مسلمان گھرانہ میں پیدا کر کے ایمان لانے کو آسان فرما دیا تو ہم عدل اور فضل دونوں نعمتوں سے مشرف ہیں۔ کافر عدل سے مشرف ہیں، ان کو ابھی فضل نہیں ملا لہٰذا اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ عدل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ان کو عقلِ کامل دیتا ہے۔ خیر تو میں نے بیچ میں یہ بات عرض کر دی بہر حال یہ مسئلہ بھی یاد رکھنا چاہیے، بعض وقت لوگوں کو اس میں اشکال ہوتا ہے۔ دیکھو! چھ نسخے بیان ہو گئے۔

حسنِ خاتمہ کا ساتواں نسخہ۔۔۔اذان کے بعد کی دعا پڑھنا

اب ساتواں نسخہ نوٹ کر لیجیے، وہ ہے اذان کے بعد کی دعا پڑھنا۔ اس حدیث کے راوی ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور اس حدیث کو مشکوٰۃ میں بروایت بخاری نقل کیا گیا ہے۔ اب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حالات پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ صحابی ہیں جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ جہاد میں شریک ہوئے ہیں، یہ جنگ بدر میں بھی شریک تھے اور ان ہی سے یہ سنت عمل مروی ہے کہ:

((کُنَّا إِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات)

جب ہم اوپر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب نیچے اُترتے تھے تو سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ لہٰذا اس سنت کو زندہ کریں، جب اوپر چڑھیں تو اللہ اکبر کہیں اور نیچے اُتریں تو سبحان اللہ کہیں، چاہے دفتروں میں چڑھیے اُترئیے یا مساجد و مدارس میں، ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت زندہ کیجیے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ اٹھارہ جہاد میں شریک رہے، ۹۴ برس کی عمر پائی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مدینہ کے آخری صحابی ہیں۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اذان کا جواب دے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقُوْلُوْا مِثْلَ قَوْلِهٖ))

(سنن ابن ماجة، کتاب الصلاة، باب الاذان والسنة فيها)

مؤذن جو کہتا ہے اسی کی مثل تم جواب دو۔ یہ جواب دینا مستحب ہے اس سے اذان کا ثواب آپ کو بھی مل جائے گا۔ اذان دینے کا بڑا عظیم ثواب ہے، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ جواب دے دیا کرو تو تم کو بھی وہ ثواب مل جائے گا۔ مؤذنین کے بارے میں مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جو سات برس تک اللہ کے لیے اذان دے اس کی جہنم سے نجات ہو جائے گی اور قیامت کے دن اس کی گردن اونچی ہوگی۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ بخاری شریف کی روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اذان سن کر اذان کا جواب دے پھر مجھ پر درود پڑھے پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ، وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ، اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ))

(سنن ابن ماجة، کتاب الصلاة، باب الاذان والسنة فيها)

ہمارے اکابر اور محدثین کے حوالے سے ملا علی قاری نے اور مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر اکابر کا اجماع ہے کہ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بھی ثابت ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اذان کے بعد یہ دعا پڑھے گا تو حَلَّتْ بِهٖ شَفَاعَتِيْ، حَلَّتْ بِهٖ کی شرح ہے اَيْ وَجَبَتْ لَهٗ یعنی اس کو میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکہ شریف کے قبرستان جنت المعلیٰ میں سوئے ہوئے ہیں، اللہ ان کو جزائے خیر دے، ان کا ذہن کہاں گیا، مرقاۃ میں فرماتے ہیں فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ کہ جب شفاعت واجب ہوگئی تو یقیناً ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ اس دعا کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنِ خاتمہ کی بشارت فرمادی کیونکہ آپ کی شفاعت کیا کافر کو ملے گی؟ بولو بھئی کس کو ملے گی؟ مؤمن کو ملے گی۔ لہٰذا یہ دعا پڑھنے والا ان شاء اللہ مؤمن ہوکر مرے گا۔

تو ایمان پر خاتمہ کے سات نسخے ہوگئے۔ یہ آپ کو اکٹھے کہیں نہیں ملیں گے۔ یہاں حضراتِ علماء موجود ہیں ان اہل علم حضرات سے پوچھ لیں، ایمان پر خاتمہ کے یہ سات نسخے اکٹھے کہیں نہیں ملیں گے۔ لہٰذا دعا کریں کہ حسنِ خاتمہ کے یہ سات نسخے چھپ کر شائع ہوجائیں۔

جو شخص یہ نسخے چھپوائے گا اور اسے پڑھ کر، اس پر عمل کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اُمتی کا ایمان خاتمہ پر ہوا اور وہ جنت میں گیا تو چھپوانے والے شخص کو کتنا ثواب ملے گا۔ (کسی صاحب نے اضافی بات بتائی، اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ) اس بات کا حوالہ لائیے، کیونکہ کتاب کی شکل میں جب کوئی چیز آتی ہے تو کتاب کا حوالہ، صفحہ نمبر، راوی کا نام، راوی کے کچھ حالات، اور پھر اس کی شرح دیکھی جاتی ہے لیکن اس طرح رسالہ اتنا بڑھ جائے گا کہ عمل کرنا مشکل ہوجائے گا۔ ایسے بہت سے اعمال ہیں جن پر جنت کا وعدہ

ہے۔ میں تو وہ بیان کررہا ہوں کہ جہاں لفظ حسنِ خاتمہ کا وعدہ ہے۔ اگر یہ سات عمل بھی ہوجائیں تو بہت ہیں۔ اگر ہم اس کو زیادہ ذخیرہ کریں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ عمل نہیں ہو پاتا یعنی مشکل ہوجائے گی۔ آپ خود سوچیے! اتنے اعمال ہیں جن پر جنت کے وعدے ہیں تو اس طرح تو ایک مستقل موٹی کتاب ہوجائے گی جبکہ سات اعمال کا یہ رسالہ پتلا ہوگا۔ میں نے اس میں وہی چیزیں لی ہیں جہاں جہاں محدثین اور فقہاء نے حسنِ خاتمہ کے لفظ کو استعمال کیا ہے۔

اچھا اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ اس بیان کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُكَ مِنۡ خَیۡرِ مَا سَأَلَكَ مِنۡهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّ مَا اسۡتَعَاذَ مِنۡهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَاَنۡتَ الۡمُسۡتَعَانُ وَعَلَیۡكَ الۡبَلَاغُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ اللہ! ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور اس مجلس و مذاکرہ کو قبول فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بشارتیں جو مجالسِ ذکر کے لیے ہیں ہم سب کے لیے مقدر فرما دیجیے۔ آپ حضرات سے میں اپنے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ آج کل ضعف ہورہا ہے، رمضان سے اب تک میں صحت کی حالت میں تقریر نہیں کررہا ہوں، آپ لوگوں کے آجانے سے بتکلف بیان کررہا ہوں، اس لیے آپ لوگوں سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دماغ کی کمزوری کو، خشکی کو اور حرارت کو دور فرمادے۔ میرا سر جلتا رہتا ہے، سر میں ہر وقت درد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میری بھی اور آپ کی بھی عمر میں برکت نصیب فرمائے، سارے عالم میں اللہ دین کا خوب کام لے اور اتنے بڑے بڑے کام لے کہ قیامت تک اس کے نشانات نہ مٹ سکیں۔ اللہ مجھ کو اور یہاں میرے جتنے احباب کرام جمع ہیں سب کو صاحبِ نسبت

بنا دے اور ہم سب کو اولیاء صدیقین کی حیات نصیب فرما دے۔ اے اللہ! آپ کریم ہیں، آپ اپنی رحمت سے ہمارے کسی استحقاق کے بغیر ہم کو یہ نعمت عطا فرما دیں۔ یا اللہ! جن بزرگوں کے تذکرے ہوئے ان کی برکتوں سے ہم سب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائیے، ہم سب کو اپنا محبوب اور مقبول بنا لیجیے اور ہر قسم کی بُرائیوں اور منکرات سے حفاظت کو ہمارا مقدر فرما دیجیے۔ یا اللہ! تمام کوتاہیوں پر ہمیں توفیقِ توبہ نصیب فرما دیجیے۔ یا اللہ! علم میں برکت دیجیے، علم کا ذوق وشوق نصیب فرمائیے اور علم کی حالت میں موت نصیب فرمائیے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ طلبِ علم کی حالت میں موت شہادت کی ہوتی ہے۔ یا اللہ! چاہے تھوڑا علمی مذاکرہ و درس ہو مگر روز ہو، ہمیں اس کی توفیق عطا فرما دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ